حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق
(استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

(۳)

۷- خالد بن ولید کے نام

ذیل کا خط ناسخ التواریخ سے ماخوذ ہے۔ فتح یمامہ کی خبر لے کر جب خالد کے ایلچی مدینہ آئے تو ابوبکر نے ان سے جنگ کے حالات دریافت کئے۔ انھوں نے بتایا کہ جنگ بے انتہا سخت تھی، مسیلمہ کی فوج بھوکے چیتوں کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی اور تین بار ان کو پسپا کیا، خالد کی فوج کی وہ صفیں جن میں بدو عربوں کا تناسب زیادہ تھا ان کی تلواروں کے سامنے منہ موڑ گئیں، یہ صرف ان مسلمانوں کی جنھوں نے رسول اللہ کی آنکھیں دیکھی تھیں۔ ہمت مردانہ اور دینی حمیت تھی جس نے اسلام کے جھنڈے کو نیچا نہ ہونے دیا، اس کی ان کو بھاری قیمت دینا پڑی، وہ بڑی تعداد میں مارے گئے اور بہت بڑی تعداد میں گھائل ہوئے ان تفصیلات سے ابوبکر اور دوسرے صحابہ کو بہت دکھ ہوا، ان کا دل ہمیشہ سے زیادہ بنو حنیفہ کی طرف سے سخت ہو گیا۔

"مسیلمہ کے قتل کی خبر پہنچی، فتح یمامہ اور مسلمانوں کی کامیابی کا حال معلوم ہوا۔ مسیلمہ کے خاتمہ کے معنی ہیں کہ اہلِ یمامہ کی قوت اور دھاک بھی ختم ہو گئی، کیوں کہ بے سردار کی فوج اس جسم کی طرح ہے جس کا سر کٹ گیا ہو۔ اب ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لو، اور جب تک وہ فتح نہ ہو جائے وہاں سے نہ ہٹو، اہلِ یمامہ

جاہیے کتنا چاہیں کہ تم سے سمجھوتہ کرلیں پر تم لڑے ہی جانا، اور جب قلعہ فتح ہو جائے تو ان کے سب مردوں کو مار ڈالنا، اور ان کی عورتوں بچوں کو غلام بنالینا۔ اور ان کی ساری زمینوں، سونے چاندی اور سامان پر قبضہ کرلینا" ناسخ التواریخ محمد تقی بمبئی ۲/ قسم ثانی/ ۹۳

۸۔ طریفہ بن حاجز کے نام

خلیفہ ہو کر حضرت ابوبکر نے طریفہ بن حاجز کو بنو سُلیم کے ان عربوں پر جو اسلام پر قایم تھے، والی بنا دیا تھا، یہ مخلص اور جوشیلے کارکن تھے، انھوں نے ایسی مؤثر تقریریں کیں کہ بنو سُلیم[1] کے بہت سے عرب ان سے آملے اور مرتد عرب الگ ہو کر رہ زنی کرنے لگے۔ کبھی طُریفہ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ ان مرتد عربوں پر حملے کرتے اور کبھی یہ مرتد عرب، مسلمانوں پر۔ لوٹ مار کا یہ ڈرامہ جاری تھا کہ بنو سُلیم کا ایک ڈاکو جس کا نام ایاس تھا حضرت ابوبکر کے پاس آیا، یوں کہ یہ اچانک مسافروں اور بستیوں پر حملہ کرکے لوٹا کرتا، اس کا نام فُجاءہ پڑ گیا تھا۔ جب مرتد عربوں کے خلاف فوجیں بھیجی گئیں اور کئی جگہ ان کی سخت گوش مالی ہوئی تو فجاءہ کو ایک چال سوجھی۔ اس نے اپنے ساتھی نجبہ بن ابی میثاء سے جو اس کی طرح ڈاکو تھا، کہا: میں مسلمان تو ہونے سے رہا، اور یہ جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مجھے مرنا ہے، مرنے سے پہلے کیوں ایسے کارنامے نہ کرجاؤں جن سے خالد اور ابوبکر دونوں کے دل ہل جائیں! وہ مدینہ گیا اور خلیفہ سے کہا: "میں رسول اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا، ملکِ عرب کی ہر جگہ اور ہر شخص سے واقف ہوں، اسلام سے پہلے قبیلوں میں لوٹ مار اور غارت گری کرتا تھا، بہت سے صحرائی قبیلے میری نظر میں ہیں جو اسلام سے منحرف ہو گئے ہیں اور آپ یا آپ کا کوئی جنرل ان سے واقف نہیں ہے۔ میں ان سب کو مسلمان

---

[1] مدینہ کے مشرق سے لے کر وادی القریٰ اور خیبر (شمال مدینہ) تک بنو سلیم کی بستیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ جزیرۃ العرب ہمدانی صد ۱۳۱

کرسکتا ہوں، اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان کی گردن مار سکتا ہوں۔ وہ سارے مرتد جن تک خالد کی رسائی نہ ہو، پکڑلوں گا اور تلوار کا لقمہ بنا دوں گا، شاید اس طرح میرے گناہوں کا کچھ کفارہ ہو سکے۔ لیکن میری حالت ان دنوں خراب ہے، نہ میرے پاس روپیہ ہے نہ سواری، اور نہ سامانِ جنگ، آپ مدد کیجئے۔ ابوبکر نے اس کو دو گھوڑے دئے (تیس اونٹ اور تیس سپاہیوں کے ہتیار۔ (الکتفار صـ ۲۲۳) اور دس مسلمان چارہ اور ہتیاروں سے مسلح اس کے ساتھ کر دئے فجاءہ اپنے قبیلہ کی طرف چلا اور راستہ میں مرتد عربوں کو اپنے ساتھ ملاتا رہا، جب اس کی بیعت بڑھ گئی تو اس نے پہلے اپنے مسلمان ساتھیوں کو قتل کیا اور ان کا سب سامان لوٹ لیا، پھر اس نے غارت گری شروع کردی، کبھی اس قبیلہ پر چھاپے مارتا، کبھی اُس قبیلہ پر۔ مسلمانوں کی ایک پارٹی مدینہ جارہی تھی، ان کو لوٹ کر مار ڈالا۔ جب حضرت ابوبکر کو ان حادثوں کا علم ہوا تو انھوں نے بنو سُلیم میں اپنے نمایندہ طُرَیفہ کو یہ خط لکھا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے طُرَیفہ بن حاجز کو سلام علیک۔ تم کو معلوم ہو کہ دشمنِ خدا فُجاءہ میرے پاس آیا، اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مجھ سے درخواست کی کہ اسلام سے منحرف عربوں کی سرکوبی کے لئے اس کو ضروری سامان دوں، میں نے اُس کی مدد کی اور ضروری سامان فراہم کیا۔ اب مجھے پکّی خبر ملی ہے کہ دشمنِ خدا کیا مسلمان کیا کافر سب کا سامان لوٹ لیا ہے اور جو اس کی بات نہیں مانتے انھیں تلوار کے گھاٹ اُتار دیتا ہے، میری رائے ہے کہ تم اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر اس کی سرکوبی کو جاؤ، اور اس کو قتل کردو، یا بیڑیاں ڈال کر میرے پاس لے آؤ" سیاق سباق کا بیشتر حصہ از ناسخ التواریخ ۲/ قسم ثانی /۷۰، ابن اسحاق طبری ۳/ ۲۳۴، الکتفار مخطوطہ دار الکتب قاہرہ صـ ۲۳۳

۲۔ محاذِ یمن

۹۔ طاہر بن ابی ہالہ کے نام

یمن کے مغرب اور جنوب میں بحرِ قلزم کے ساحل پر نشیبی اراضی کی ایک پٹی ہے جسے تہامہ کہتے ہیں اس اراضی میں بہت سی نیچی لیکن تہ بہ تہ پہاڑیاں پائی جاتی ہیں، تہامہ کی شمالی حد مکہ کے قریب پہنچتی تھی اور جنوبی، یمن کے پایۂ تخت صنعار سے کوئی دو۲ میل کے فاصلہ پر ختم ہوتی تھی (مسالک الممالک، اصطخری لیدن ص۱۹) تہامہ یمن[۱] کا ایک ضلع تھا جس میں بہت سے گاؤں اور قصبے تھے۔ بادشاہ یمن باذام کی وفات پر سنہ۱۰ھ میں رسول اللہ نے جب یمن کو سات حصوں میں بانٹ کر عامل مقرر کئے تو تہامہ پر طاہر بن ابی ہالہ کو مامور فرمایا۔ تہامہ میں ادنی درجہ کے عربوں کے علاوہ دو۲ بڑے اور اہم قبیلے تھے، ایک عک اور دوسرے اشعر، تہامہ سے ہو کر بحر قلزم کے ساتھ ساتھ مکہ سے عدن کو ایک تجارتی شاہراہ بھی جاتی تھی۔

مورخ طبری نے لکھا ہے کہ رسول اللہ کی وفات پر اسلام سے بغاوت کا جھنڈا سب سے پہلے عک اور اشعری قبیلوں کے غنڈوں نے بلند کیا۔ رسول اللہ کی وفات کی خبر پا کر ان قبیلوں کے بہت سے فاقہ مست اور شری عناصر مقامی عامل (طاہر) سے باغی ہو کر ساحل سے گذرنے والی سڑک پر رہزنی کے ارادہ سے جمع ہو گئے۔ آس پاس کے بہت سے آوارہ بھی ان سے آملے، طاہر نے مرکز کو مطلع کرتے ہوئے لکھا کہ میں ایک فوج لے کر جس میں عک کا رئیس بھی شامل ہے، ان غنڈوں کی خبر لینے جا رہا ہوں، جس سرزمین میں باغی جمع ہوئے تھے اس کا نام اعلاب تھا، اسی سرزمین سے ہو کر ساحلی شاہراہ گذرتی تھی[۲]، باغیوں کے پاس نہ کافی ہتھیار تھے اور نہ ان کے سر پر ڈھنگ کا کوئی قائد تھا، لڑائی ہوئی تو بڑی تعداد میں یہ مارے گئے، شاہراہ دور تک

---

[۱] دیکھئے نقشہ [۲] ایضاً

ان کی لاشوں سے پٹ گئی، اس فتح کی خبر ابھی مدینہ نہ پہنچی تھی کہ ابوبکر کا یہ خط طاہر کے اُس مراسلہ کے جواب میں موصول ہوا جو انھوں نے جنگ پر جاتے وقت لکھا تھا:۔

"تمہارا خط ملا، جس میں تم نے فوجی پیش قدمی کی خبر دی ہے اور لکھا ہے کہ عک کے رئیس مسروق اور ان کی قوم کو ساتھ لے کر غنڈوں کی سرکوبی کرنے اعلاب جا رہے ہو تم نے بالکل صحیح قدم اُٹھایا، گوشمالی میں ذرا دیر نہ کرنا، اور غنڈوں کے ساتھ نرمی سے پیش نہ آنا، سرزمینِ اعلاب میں اس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک شاہراہ غنڈوں کے خطرہ سے پاک نہ ہو جائے، اور میں نئی ہدایات نہ بھیج دوں" (طبری ۳/ ۲۶۵)

۱۰ یمن کے حمیری رئیسوں کے نام

اس خط کو سمجھنے کے لئے حضرت ابوبکر اور اُن سے پہلے رسول اللہ کے عہد میں یمن کے سیاسی تقلبات کا سمجھنا ضروری ہے۔ ہجرت سے کوئی ۷۴ برس پہلے یمن پر فارسیوں کا تسلط ہو گیا تھا، رسول اللہ کے زمانہ میں یمن کا بادشاہ باذام تھا، صنعار کا معتدل کوہستانی شہر اس کا پایۂ تخت تھا، رسول اللہ نے اس کو اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہو گیا، رسول اللہ نے اس کی حکومت بحال رکھی، سنہ ۹ھ کے خاتمہ پر اس کا انتقال ہوا، حجۃ الوداع (سنہ ۱۰ھ) سے فارغ ہو کر رسول اللہ نے یمن کے قلمرو میں اپنی طرف سے محصل زکاۃ مقرر کئے، سارے یمن کو سات حصوں میں بانٹا اور ہر حصہ پر ایک عامل مقرر کیا: نجران[1] پر عمرو بن حزم، نجران۔ رمع۔ زبید کے درمیانی علاقہ پر خالد بن سعید بن عاص، ہمدان کے قبیلوں پر عامر بن شہر، صنعاء اور اس کے مضافات پر شہر بن باذام، تہامہ یمن کے عک اور اشعری قبائل پر طاہر بن ابی ہالہ، مارب کے دیہاتوں پر ابو موسیٰ اشعری، جند کے ضلعوں پر یعلی بن منیہ، معاذ بن جبل آٹھویں عامل تھے، لیکن ان کی حیثیت منتظم یا محصل زکاۃ کی نہ تھی، بلکہ

[1] ملاحظہ ہو نقشہ

وہ سارے یمن میں گشت کر کے قرآن اور قانونِ اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ اس وقت یمن میں ایک بڑا ہوشیار کاہن اسود عنسی تھا جس کا سلسلۂ نسب یمن کے قدیم مورث سبا سے ملتا تھا، رسول اللہ کی نبوت کو کامیاب دیکھ کر اس کے دل میں بھی نبی ہونے اور حکومت کرنے کا داعیہ پیدا ہوا، باذام کی زندگی میں اس کی دال نہ گلی، کیونکہ باذام کی گرفت سارے یمن پر سخت تھی، اس کی وفات پر جب یمن کو چھوٹے چھوٹے سات انتظامی حلقوں میں بانٹ دیا گیا تو اسود نے اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے میدان صاف پایا، نبوت کا دعویٰ کر دیا، اس کا قبیلہ پہلے ہی اس کے ساتھ تھا، دوسرے لوگوں نے بھی اس کو دعوت پر لبیک کہا اور آندھی کی طرح اس کی تحریک سارے یمن میں پھیل گئی، اس وقت یمن میں دو اہم طبقے تھے: ایک اصلی باشندے جن کا تعلق صبا اور حمیر کے خاندان سے تھا، اور دوسرے فارسی آباء و اجداد کی نسل جن کو ابناء کہتے تھے، یہ اس وقت یمن کی سب سے مقتدر اقلیت تھے۔ ایک عرصہ سے چونکہ یمن کا حاکم ہجری حکومت کا ماتحت تھا، اس لئے حکومت کے اکثر عہدے اور منافع ابناء کو حاصل تھے، اس وقت ابناء کے تین لیڈر تھے: شہر بن باذام، فیروز دیلمی، اور ذاذویہ، اور یہ تینوں مسلمان ہو چکے تھے، انھوں نے اسود کا مقابلہ کیا، پر چونکہ یمن کے بیشتر رئیس اسود کے ساتھ تھے ابناء کمزور پڑ گئے، پچیس دن کی قلیل مدت میں اسود نے شہر بن باذام (حاکم صنعاء) کو قتل کر کے یمن کے پایۂ تخت اور سب سے بڑے شہر پر قبضہ کر لیا۔ حکمت سے کام لے کر اور مراعاۃ دے کر اس نے ابناء اور اُن کے لیڈروں کو بھی توڑ لیا، تہامۂ یمن کو چھوڑ کر یمن کے کل قلمرو پر اسود کا پرچم لہرانے لگا۔ رسول اللہ کے عامل یا تو تہامۂ یمن بھاگ گئے، یا حضرموت جا کر پناہ لی، یا مدینہ لوٹ آئے، رسول اللہ کو جوں ہی حالات کا علم ہوا انھوں نے اسود کو مراسلہ بھیجا جس کا کوئی اثر نہ ہوا، انھوں نے ابناء کے لیڈروں اور یمن کے دوسرے رئیسوں کو بھی مراسلے بھیجے اور ان کو اسود کا مقابلہ کرنے پر اُبھارا ان رئیسوں میں یہ حمیری رئیس قابل ذکر ہیں: عامر بن شہر، سعید بن عاقب، سُمیفع بن ناکور، حَوشب اور شہر۔ انھوں نے رسول اللہ کا فرمان مانا، اسلام پر قائم رہے اور مسلمانوں کی مدد

کے لئے مستعد ہو گئے۔

حکومت واقتدار پاکر اسود عنسی کی تمکنت ایسی بڑھی کہ اپنے کمانڈر ان چیف قیس بن عبد یغوث (مکشوح مرادی) اور ابناء کے لیڈروں فیروز اور ذاذویہ کے ساتھ حقارت آمیز برتاؤ کرنے لگا، ان کو اسود سے بغاوت کے لئے سہارے کی ضرورت تھی، وہ رسول اللہ کے خط سے مل گیا۔ یہ تینوں اور ان کے پیرو پھر اسلام کے وفادار ہو گئے اور سازش کر کے اسود کو اس کے محل میں قتل کر دیا۔ اسود کی حکومت تین چار ماہ سے زیادہ نہ چلی۔ اس کے قتل سے صنعاء اور جند کے ضلعوں پر پھر اسلام کا تسلط ہو گیا، لیکن اس کے بہت سے فوجی لیڈر باغی رہے، کچھ صنعاء اور نجران کے درمیانی علاقہ میں ترکتازی کرتے رہے اور کچھ اپنے اپنے قبیلوں میں خودمختاری کا دم بھرتے رہے۔ اسود کے قتل کی خبر جس رات رسول اللہ کو پہنچی اس کی صبح کو ان کی مشعل زندگی بجھ گئی اور ایک خبر یہ ہے کہ قتل کی خبر ان کی وفات کے دس بارہ دن بعد مدینہ پہنچی جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہو چکے تھے۔

رسول اللہ کی وفات کا جب یمن میں چرچا ہوا تو سدھرتے حالات پھر خراب ہو گئے، قیس بن عبد یغوث جو فیروز اور ذاذویہ کو ملا کر اسود سے باغی ہو گیا تھا اور جس نے ان کے تعاون سے اسود کو قتل کیا تھا اب پھر اسلام یا مدینہ کی وفاداری سے باغی ہو گیا۔ لایق اور اولوالعزم آدمی تھا، قومی عصبیت کے نشہ میں سرشار، یمن میں فارسیوں کا اقتدار اس کو سدا سے کھٹکتا رہا تھا، اس کے خاتمہ کے بعد وہ ابناء کی خوشحالی اور ان کی اجتماعی و اقتصادی برتری کو خاک میں ملانا چاہتا تھا، ایک کامیاب فوجی لیڈر وہ پہلے ہی سے تھا، اس نے اسود کے فوجی لیڈروں سے سازباز کی اور ابناء کو ملک سے نکالنے کا منصوبہ بنالیا، فیروز اور ذاذویہ دونوں سے اس نے تعلقات خراب کر لئے، ذاذویہ کو دھوکہ دے کر قتل کر دیا، فیروز قتل ہوتے ہوتے بچ گئے، فیروز نے حضرت ابوبکر کو اپنی اور ابناء کی وفاداری سے مطلع کر کے درخواست کی کہ ہماری مدد کیجئے ہم اسلام کے لئے ہر قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ ابوبکر کے پاس اس وقت نہ کافی فوج تھی، نہ سامان

جنگ، خود مدینہ کو کئی طرف سے دشمن گھیرے ہوئے تھے، وہ اسامہ بن زید کی شام سے واپسی کے منتظر تھے، فوج اور سامان کی فراہمی تک وہ ترغیب و ترہیب کے خطوں سے کام چلاتے رہے۔

آپ نے ابھی اوپر پڑھا کہ اسود کے یمن پر تسلط کے بعد رسول اللہ نے جن لوگوں کو اسلام کا وفادار رہنے اور اسود کی مخالفت کرنے کے خطوط لکھے تھے ان میں چند حمیری رئیس بھی تھے، انھوں نے رسول اللہ کی بات مانی تھی، اسود سے الگ رہے تھے اور اسلام کی وفاداری پر قائم تھے۔ فیروز کی درخواست پاکر حضرت ابوبکر کی نظران رئیسوں پر پڑی، اور انھوں نے یہ مراسلہ ان کے نام بھیجا:۔

"ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے عُمیر بن افلح ذی مران، سعید بن عاقب ذی زود، سمیفع بن ناکور ذی کلاع، حوشب ذی ظُلیم، اور شہر ذی یناف کے نام، " جو لوگ ابناء کے درپئے آزار ہیں اور ان سے لڑنا چاہتے ہیں، آپ ان کے خلاف ابناء کی مدد کیجیے، آپ ابناء کو اپنی حفاظت میں لے لیجیے، فیروز کی بات مانئے اور ان کے مشورہ پر عمل کیجئے، اس کے ساتھ ہو کر باغیوں سے جہاد کیجئے، میں نے فیروز کو جنگ کا سالار اعلیٰ مقرر کر دیا ہے " (سیف۔ طبری ۲۱۸ - ۲۶۶)

۳۔ محاذ حضرموت[1]

۱۱۔ زیاد بن لبید انصاری کے نام

یہ خط اکتفاء سے ماخوذ ہے، عربی و فارسی کی دوسری پیش نظر کتابوں میں اس کا ذکر

---

[1] دیکھئے نقشہ

نہیں ہے البتہ یاقوت نے اپنی معجم البلدان اور بلاذری نے اپنی فتوح میں بعض شیوخِ یمن کی سند پر تصریح کی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خلیفہ ہوکر، حضرموت کے عامل (محصل زکاۃ) کو مراسلہ بھیجا تھا جس میں رسول اللہ کی وفات کی خبر دی تھی اور زیاد کو ہدایت کی تھی کہ حضرموت کے قبائل (حمیر اور بنو کندہ) سے ان کے لئے بیعت لیں (معجم البلدان مصر ۳/۲۹۳، فتوح البلدان، مصر، ص ۱۰۹) بالفاظ دیگر معجم یاقوت اور فتوح بلاذری میں صرف خط کے مضمون کی طرف اشارہ ہے، الکتفاء نے خط کا متن بھی دیا ہے اور ان الفاظ میں اس کا سیاق وسباق بیان کیا ہے: جب قبائل کندہ کا وفد اُن کے مشرف باسلام ہونے کی خبر دینے رسول اللہ کے پاس آیا (سنہ ۱۰ھ میں) تو انھوں نے زیاد بن لبید انصاری بیاضی کو بنو کندہ پر عامل مقرر کیا، اور ان کو وفد کے ساتھ بھیج دیا، جب تک رسول اللہ زندہ رہے، زیاد بنو کندہ کی بستیوں سے زکاۃ وصول کرتے رہے، وہ سخت گیر حاکم تھے، جب رسول اللہ کا انتقال ہوگیا اور ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ابوہند مولی ابن بیاضہ کے ہاتھ زیاد کو یہ مراسلہ بھیجا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، رسول اللہ کے خلیفہ ابوبکر کی طرف سے زیاد بن لبید کو سلام علیک، میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں، واضح ہو کہ نبی کا انتقال ہوگیا، فَاِنَّا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس علم کے ساتھ کہ ہر کام کی سربراہ کاری خدا کی توفیق اور مدد پر منحصر ہے، تمھیں ہدایت کی جاتی ہے کہ کمر ہمت باندھ کر اپنے شایانِ شان کام کر دکھاؤ، اور تمھاری عملداری میں جو لوگ ہوں اُن سے (میرے لئے) بیعت لے لو، جو بیعت سے انکار کرے تلوار سے اس کی خبر لو، اور مُطیع کی مدد سے نافرمان کا مقابلہ کرو، اس میں مطلق شبہ نہیں کہ اللہ اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کرے گا، مشرکوں کو چاہے یہ بات کتنی ہی ناپسند ہو۔ (فان اللہ مُظھر دینہ علی

الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ قرآن) اِکتفاء ص ۲۶۹)

۱۲- اشعث ابن قیس کے نام

پیشِ نظر کتابوں میں حضرموت کے قبائل کندہ کی بغاوت اور ان سے لڑائی کا سب سے زیادہ مربوط و مسلسل ذکر اعثم کوفی کی فتوح اور محمد تقی کی ناسخ التواریخ میں ملتا ہے۔ اشعث حضرموت کے ان قدیم بادشاہوں کی اولاد سے تھے جن کا اقتدار کسی زمانہ میں یمن اور حجاز تک پھیلا ہوا تھا، پے درپے انقلابوں سے ان کی حکومت سکڑتی گئی۔ حتیٰ کہ ظہورِ اسلام کے وقت اس کا دائرہ بہت سے چھوٹے بڑے کندی قبائل تک محدود ہو کر رہ گیا تھا، ہمدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب میں لکھا ہے (ص ۸۵) کہ اسلام سے بہت پہلے جب کندہ کے قبیلے بحرین، اور مشقر سے جلاوطن ہو کر حضرموت میں آباد ہوئے تو ان کی تعداد تیس ہزار سے اوپر تھی، ردّہ کے وقت یقیناً ان کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہوگی۔ کندہ کے قبیلوں کے الگ الگ مقامی سردار تھے جن کا سلسلہ نسب گذرے ہوئے کندی بادشاہوں سے ملتا تھا، اشعث کو ان سب پر تفوق حاصل تھا، اُن کا دائرہ نفوذ سب سے زیادہ وسیع تھا مغربی حضرموت میں بہت سی پہاڑی وادیاں، گاؤں اور قصبے تھے جہاں کندہ کے قبیلے آباد تھے یہاں کھجور کی فراوانی تھی، گنا اور بعض غلوں کی کاشت ہوتی تھی اور چارہ کی بھی کمی نہ تھی۔ اہم مقامات پر قلعے بنائے گئے تھے، ان میں بعض پہاڑوں پر تھے، اور بعض محفوظ وادیوں میں سنہ ھ میں رسول اللہ کی دعوت پر اشعث اور کندی قبائل مسلمان ہوئے اور جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا۔ رسول اللہ نے زیاد بن لبید انصاری کو قبائل کندہ میں اپنا نمایندہ محصل زکوٰۃ بنا کر بھیجا تھا۔ زیاد سخت گیر حاکم تھے۔ ان کی سخت گیری کا ایک واقعہ ہمارے مورخوں نے بیان بھی کیا ہے۔ اس واقعہ سے سارے حضرموت میں شورش پیدا ہو گئی اور اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچا، بہ ہزار خرابی اور خوں ریزی حالات قابو میں

آئے جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ کا مذکورہ بالا خط پاکر جب زیاد نے قبائل کندہ سے نئے خلیفہ کی بیعت کو کہا تو ان کے بڑے سردار اشعث بن قیس کو متذبذب پایا، انھوں نے کہا جب سب عرب قبیلے ابوبکرؓ کو خلیفہ مان لیں گے تب میں اور میرے قبیلے بھی ایسا کریں گے، ان کو یہ باور کرنے میں سخت تامل تھا کہ بنو ہاشم ایک مُرّی کی خلافت تسلیم کرلیں گے۔ ابوبکرؓ کا تعلق قبیلہ مُرّہ سے تھا جس کو عربوں کی اجتماعی یا سیاسی زندگی میں کوئی خاص امتیاز حاصل نہ تھا۔ چونکہ اشعث کے خاندان میں حکومت موروثی رہی تھی، اس لئے ان کا اعتقاد تھا کہ خلافت کو بھی موروثی ہونا چاہئے اور اس اعتقاد کے بموجب وہ چاہتے تھے کہ خلیفہ ابوبکر کو نہیں بلکہ رسول اللہ کے کسی قریبی عزیز کو ہونا چاہئے۔ اشعث کی رائے یہ تھی، لیکن ان کے چچازاد بھائی امرأ القیس بن عباس کی جو خود ایک ذی اثر کندی سردار تھے، رائے تھی کہ ابوبکرؓ کی خلافت کو تسلیم کیا جائے اور جو فیصلہ مدینہ کے ارباب دانش نے کیا ہے اس کا احترام کیا جائے۔ انھوں نے اشعث کو سمجھایا بجھایا پر وہ نہ مانے اور کہا: محمد کا انتقال ہو چکا، عربوں نے اپنے آبائی بتوں کو پوجنا شروع کر دیا، ہم یہاں عربوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں، ابوبکرؓ کے لشکر کی ہم تک رسائی نہیں ہوگی۔" ابن عباسؓ نے ان باتوں کی نہایت معقول تردید کی، لیکن اشعث اپنے موقف سے نہیں ہٹے۔ قبائل کندہ میں دو گروہ ہو گئے، ایک اشعث کا ہم خیال اور دوسرا ابن عباس کا، بایں ہمہ اسلام کی کھلی مخالفت کسی نے نہیں کی۔ کچھ دن بعد زیاد بن لبید نے زکوٰۃ وصول کرنے کی مہم شروع کی، زکوٰۃ زیادہ تر اونٹوں کی شکل میں دی جاتی تھی، زیاد اپنے عملے کے ساتھ گاؤں گاؤں جاتے اور زکوٰۃ وصول کرتے، کہیں نرمی سے کام چل جاتا، کہیں ترشی وسختی استعمال کرنا پڑتی۔ ایک دن کی بات ہے کہ زیاد کے عملے نے کسی کندی جوان کا ایک اونٹ جس پر وہ جوان فریفتہ تھا داغ کر سرکاری گلہ میں داخل کر دیا۔ جوان نے کہا یہ اونٹ مجھے بہت عزیز ہے، اس کو واپس کر دو، میں دوسرا دے دوں گا، زیاد نے کہا اونٹ

نہیں واپس ہوگا، اس پر سرکاری مہر لگ چکی ہے۔ جوان نے جا کر اپنے قبیلہ کے سردار سے شکایت کی اور اس کو سفارش کرنے زیاد کے پاس لایا، زیاد نے سفارش نہیں مانی، سردار کو زیاد کی سختی بہت ناگوار ہوئی، وہ غصہ میں بھر کر سرکاری گلہ میں گھس گیا اور جوان سے کہا اپنا اونٹ کھول لو، اگر کوئی تمہیں روکے گا تو اس تلوار سے اس کا سرِ پُر غرور اتار لوں گا، جب تک رسول اللہ زندہ تھے۔ ان کے فرمان کی تعمیل میں زیاد کے تابعدار رہے، اب اگر رسول اللہ کے خاندان کا کوئی شخص خلیفہ ہوگا تو اس کی بھی تابعداری کریں گے، ابو قحافہ کے لڑکے کا ہم پر حکم نہیں چل سکتا۔ اسی موضوع پر اس نے کچھ شعر بھی موزوں کئے اور زیاد کو بھیجے۔ اعثم کے راوی کہتے ہیں کہ ان اشعار کا زیاد پر بہت برا اثر ہوا، انھوں نے محسوس کیا کہ ان کا اشعث کی عمل داری میں رہنا سخت خطرناک ہے، چناں چہ انھوں نے زکوٰۃ کے اونٹ لئے اور اپنی چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ مدینہ کی راہ لی۔ دو منزل چل کر انھوں نے چند شعر بھیجے جس میں بنو کندہ کو عبرت ناک سزا دینے کی دھمکی تھی، ان اشعار کا جب چرچا ہوا تو کندی قبائل میں اشتعال کی لہر دوڑ گئی، اشعث اور دوسرے لیڈروں نے احتجاجی تقریریں کیں جن کا ماحصل یہ تھا کہ ابو بکرؓ کی خلافت سے یہ دلی بڑھ گئی، اور قبیلے دفاعی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ زیاد نے فوجی کم زوری کے پیشِ نظر اپنا مرکز چھوڑا تھا اور یہ بنو کندہ کے اس علاقہ میں تھا جہاں اشعث کی ریاست تھی، انھوں نے زکاۃ کے اونٹ مدینہ روانہ کئے اور خود اسی عزم سے رک گئے کہ اگر آس پاس کے قبیلوں نے ان کی مدد کی تو وہ ان کو ساتھ لے کر اپنے مرکز لوٹ جائیں گے اور حالات کا مقابلہ کریں گے، چناں چہ وہ کندہ کی شاخ بنو ذہل میں پہنچے اور ان سے اشعث کی شکایت کی، لیکن یہ لوگ اشعث کے ہم خیال نکلے، زیاد کی مطلق مدد نہ کی، اور ان کو نکال دیا، زیاد نے اب کندہ کی ایک دوسری شاخ کی طرف رجوع کیا، اور ان کو ابو بکر کی بیعت کی دعوت دی، یہ وہاں بھی ناکامی ہوئی۔ یہی نہیں بلکہ وہ کندہ کی جس جس شاخ میں گئے ان کو مایوس ہونا پڑا، مجبور

ہو کر وہ مدینہ چلے گئے اور خلیفہ سے سب حالات بیان کئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو تفصیلات سن کر بڑا ملال ہوا، انھوں نے چار ہزار فوج زیاد کے ساتھ کی اور بنو کندہ کے سرکشوں کی گوشمالی کے لئے بھیجا۔ اس لشکر جرار کی خبر بنو کندہ کو ہوئی تو وہ گھبرا گئے، اشعث کی ریاست میں ہر روز جلسے اور تقریریں ہونے لگیں۔ سمجھ دار لوگ اطاعت اور ترک مخالفت کی رائے دیتے اور شریر طبیعتیں تمردکی، خود اشعث کا رجحان اطاعت کی طرف تھا۔ زیاد نے غیر معمولی جوش سے گوشمالی کی مہم شروع کر دی، جو کندی گاؤں بیعت یا اطاعت سے انکار کرتا یا تردد ظاہر کرتا ان سے لڑتے اور ان کی عورتوں، بچّوں کو غلام بنا لیتے، اور گاؤں لوٹ لیتے، کندہ کے متعدد دور افتادہ قبائل جن کے نام اعثم کی فتوح میں مذکور ہیں، عبرت ناک سزائیں دیں۔ زیاد اشعث کی ریاست میں داخل ہو گئے، اشعث ان کندی قبائل کی تباہی پر خار کھائے بیٹھے تھے جن کو زیاد تباہ کر کے آئے تھے، اب مصیبت خود ان کے سر پر آن پڑی، انھوں نے جنگی تیاری شروع کر دی اور جتنے کندی سرداران کے ہم خیال تھے اور ان کی تعداد اس وقت زیادہ نہ تھی) وہ حسب استطاعت فوج لے کر آ گئے، اشعث کے پاس ایک ہزار سوار جمع ہو گئے۔ زیاد کی جمعیت چار ہزار سے زیادہ تھی، بڑے دو کندی قبیلے سکاسک اور سکون زیاد کی خون بار تلوار سے ڈر کر سر تسلیم خم کر چکے تھے اور ان کے پانچ سو جوان اسلامی فوج میں حاضر تھے۔ حضرت موت کے نزیم[1] نامی شہر میں زیاد کا اشعث سے مقابلہ ہوا، اشعث

---

[1] فتوح اعثم اور ناسخ التواریخ دونوں نے بریم لکھا ہے۔ جغرافیہ کی کتابوں میں حضرموت یا یمن میں اس نام کے کسی شہر یا قصبہ کا ذکر نہیں ہے۔ غالباً بریم تریم کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ حضرموت کے دو صدر مقام تھے، ایک تریم اور دوسرا شبام، یہ دونوں شہر اب تک موجود ہیں" دیکھئے معجم یاقوت مصر ۲/ ۳۸۵ اور ۳/ ۲۹۳، نیز اصطخری صـ۲۴، حضرموت ایک پہاڑی علاقہ ہے جس کو ایک بڑی وادی مغرب سے مشرق کی طرف چیرتی ہوئی جاتی ہے اور پھر جنوب کی طرف مڑ کر ساحل سے مل جاتی ہے۔ اس بڑی وادی سے بہت سی چھوٹی وادیاں پھوٹتی ہیں جیسے تنے سے شاخیں، تریم اس بڑی وادی کے بائیں کنارہ حضرموت کے شمال میں واقع تھا اور اب تک موجود ہے۔۔۔ اقتباس از مقالہ جے تراتن ذکر تریم انسائکلوپیڈیا آف اسلام ۴/ ۷۶۳ و مقالہ جے شلیفر ذکر حضرموت انسائکلوپیڈیا آف اسلام ۳/ ۲۰۷

کی چھوٹی سی فوج میں ایسا سچا جوش تھا، اور خود اشعث نے ایسی لیاقت سے قیادت کی کہ زیاد کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے، تین سو مسلمان شہید ہوئے، باقی بھاگ گئے اور تریم کے نزدیک ایک قلعہ میں پناہ لی، مسلمانوں کے کیمپ میں جو سامان اور غلام تھے اشعث نے ان پر قبضہ کرلیا اور ان قبائل کو واپس کر دیا جہاں سے سامان لوٹا گیا تھا اور یہ غلام پکڑے گئے تھے، اشعث نے قلعہ کو آنے جانے والے سارے راستوں پر کڑا پہرہ بٹھا دیا، زیاد کے آدمی اور جانور بھوکوں مرنے لگے، بہ ہزار مشکل زیاد نے مہاجر بن امیہؓ کو (جو اس وقت صنعا ریا مارب کے آس پاس) تھے خط بھیجا جس میں فوراً مدد طلب کی گئی تھی۔ مہاجر دھاوے مارتے آئے، اشعث نے ان سے کچھ تعرض نہ کیا اور اپنی فوج دور ہٹا کر مہاجر کو قلعہ میں داخل ہونے دیا، اس کے بعد پھر محاصرہ کرلیا۔ اشعث کے سفیر سارے حضرموت میں دورے کرتے اور کندیوں کو جنگ میں شرکت کی دعوت دیتے، چند ہفتوں میں اشعث کے پاس کافی رسد آگئی جس کا بڑا حصہ ارقم، بنو حجر، بنو عمرو اور بنو ہند کے جوانوں پر مشتمل تھا، مدینہ سے لوٹ کر ان قبیلوں پر زیاد نے سخت مار لگائی تھی محصور مسلمان بڑی ضیق میں تھے، نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ غذائی صورت حال سخت نازک تھی، باہر نکلنا تباہی کو دعوت دینا تھا، ہزار تدبیروں سے زیاد نے حضرت ابوبکرؓ کو کیفیت احوال سے مطلع کیا۔ شاید خلیفہ نے اس وقت محسوس کیا کہ قبائل کندہ کے معاملہ میں اتنی سخت گیری نامناسب تھی جتنی کی گئی، تدبیر سے ان کی تمکنت بہ فتح پائی جاسکتی تھی، چناں چہ انھوں نے اشعث اور ان کے ہم خیال دوسرے کندی سرداروں کے نام ایک مراسلہ بھیجا جس میں تالیف قلب کی پوری کوشش کی گئی تھی، اعثم نے فتوح میں لکھا ہے کہ یہ مراسلہ ان الفاظ پر ختم ہوتا تھا:

"میں تمھیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی نصیحت کرتا ہوں، دشمنِ دین شیطان کے دھوکے میں نہ آؤ، اگر تمہارے انحراف کا سبب زیاد کا (سخت) طرز عمل ہو تو میں ان کو معزول کر کے تم پر ایسا عامل مقرر کروں گا جو تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ

کرے گا۔ میں نے اپنے ایلچی سے کہدیا ہے کہ اگر وہ تمہیں اطاعت و فرمانبرداری کے لئے تیار پائے تو زیاد کو میرے پاس بھیج دے، تم اپنے کئے پر نادم ہو اور توبہ کرو کہ آیندہ ایسے کام نہیں کرو گے۔"

اس عبارت کو ناسخ التواریخ نے کل خط قرار دیا ہے، حمزہ نہیں، جیسا کہ اعثم کی فتوح میں ہے۔ طبری، الکتفاء فتوح البلدان، اخبار الطوال، وغیرہ دوسری قدیم تاریخوں میں نہ تو یہ خط نقل ہوا ہے اور نہ کندہ کی بغاوت کا حال اس تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۱۳۔ عکرمہ بن ابی جہل کے نام

مذکورہ بالا خط پڑھ کر اشعث نے ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہم نے ابو قحافہ کے لڑکے کو خلیفہ ماننے میں ذرا دیر کی تو ہمیں کافر سمجھ لیا اور زیاد بن لبید کو حکم دیا کہ میرے چچازاد بھائیوں (یعنی دوسرے کندی رئیسوں کو) جو مسلمان ہیں کفر کی تہمت میں گردن مار دے۔ ایلچی نے جس کا نام ناسخ التواریخ میں مسلم بن عبداللہ بتایا گیا ہے، اشعث کی تردید کرتے ہوئے کہا: جب مہاجر و انصار نے باتفاق رائے ابوبکر کو خلیفہ مان لیا اور پھر بھی تمہارے چچازاد بھائیوں نے ان کو خلیفہ نہیں مانا، تو بلاشبہ وہ کافر ہو گئے۔" ابھی مسلم نے بات ختم بھی نہ کی تھی کہ نبوتمرہ۔

باقی

خلافتِ راشدہ

حصہ دوم تاریخ ملت: عہد خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات قدیم و جدید عربی تاریخوں کی بنیاد پر صحت و جامعیت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ یہ جلد بھی کالجوں اور اسکولوں کے کورس میں داخل ہونے کے لائق ہے۔ جدید ایڈیشن صفحات ۳۷۶ قیمت ۳ مجلد ۱۲/